احمد قمر آف پاک پتن

رشوت

(ا) لغوی تعریف

رشوت "رشا" سے ہے "رشا" کہتے ہیں ڈول کی رسی کو، بقول بعض "رشا" رسی کو بھی کہتے ہیں- چنانچہ کہتے ہیں ارشت الدلو، ڈول میں رسی کا لگانا، اصمعی کہتے ہیں- جب حنظل کی بیلیں پھیل جاتی ہیں تو کہتے ہیں ارشت، یعنی بیلیں پھیل کر لمبی لمبی ٹہنیوں والی ہوگئی ہیں- جیسے رسی ہو جاتی ہے- یوں ہی کہا جاتا ہے- استرشی مافی الضرع، یعنی تھن سے سارا دودھ نکالا، "ابن العربی" نے کہا، ارشی الرجل یعنی اونٹنی کے بچے کے سرین کو کھجلایا تاکہ وہ تیز دوڑے اونٹنی کے بچے کو رشنی" کہتے ہیں-

"لیث": نے کہا، رشو، یعنی رشوت کا فعل اور مراشاۃ یعنی ایک دوسرے کی مدد کرنا اور فیصلہ میں انصاف ـ ہٹ کر مائل ہونا-

منذری نے ابوالعباس سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رشوۃ کا لفظ رشا الفرخ سے ماخوذ ہے- یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چوزہ گردن بڑھاکر اپنا سرماں کی طرف لے جاتا ہے تاکہ وہ اس کا چوگا دے-

"رشوۃ": را کے ضمہ اور کسرے کے ساتھ بھی بولا جاتا ہے جیسے رشاہ رشوۃ اس کو رشوت دی- "ارتشی منہ رشوۃ جب کوئی شخص رشوت لے اس کی جمع رشا[۱] آتی ہے رشوۃ کا ہم معنی لفظ برطیل [۲] ہے (بمعنی رشوت اور) ایک سخت گول لمبا پتھر جو بولنے والے کے منہ میں اس لیے ڈال دیا جاتا ہے، تاکہ بات کرنے اور بولنے سے اس کو روک رکھے۔[۳]

اور ضرب المثل کے طور پر بولا جاتا ہے "البراطیل و تنصر الاباطیل" یعنی

رشوت باطل کاموں کے لیے مدد و معاون ہوا کرتی ہے۔

رشوت کی اصطلاحی تعریف

ہر وہ چیز جو آدمی کسی آدمی کو دے۔ فیصلہ اس کے حق میں کرے رشوت کے زمرے میں آتی ہے۔

رشوت کے اہم اجزاء

(۱) راشی، رشوت دینے والا (۲) مرتشی، رشوت لینے والا (۳) دلّال، جو اس عمل میں ربط کا کام دے۔ (۴) وہ مواد جو دیا اور لیا جاتا ہے۔

تو اس کے متعلق حضور ﷺ کا چونکا دینے والا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

لعن الراشی والمرتشی والرائش بینھما (رواہ مسند احمد)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے والے اور لینے والے اور ان کے مابین ربط کا کام دینے والے پر لعنت کی ہے۔ الراشی والمرتشی فی النار (مجمع الزوائد)

مندرجہ بالا الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے جس کی طرف مائل ہونے کے بہت سے راستے ہیں۔ جن کو رب ذوالجلال نے نبی ﷺ کے توسط سے مسدود کرکے امت محمدیہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ان تمام خطرناک راستوں سے بچنے کے لئے اہم طریق حسب ذیل ہے:

ہدیہ: لوگوں کی عموماً کوشش ہوتی ہے کہ وہ معاشرے میں اپنے حاکم، والی، امام، قاضی، واعظ، مفتی اور مدرس سے ناجائز تعلقات جوڑیں اس کے لیے وہ بہت ہمدردی کا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ مذکورہ بالا افراد کو تحفہ اور ہدیہ بھیجتے ہیں تو ظاہر ہے "الانسان عبدالاحسان اور الاحسان یقطع اللسان (انسان احسان کا غلام ہے اور احسان زبان بند کردیتا ہے) کے مصداق ان کی محبت میں فریفتہ ہوکر ان

کے مقاصد کی تکمیل میں موثر ثابت ہوتا ہے۔ تو اس خطرناک راستہ کو حضور ﷺ نے سد ذریعہ کے طور پر مذکورہ افراد کو ہدیہ بھیجنا رشوت میں شمار کیا ہے۔

(۲) حقوق ہڑپ کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رشوت حقوق ہڑپ کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ دیکھئے کتنے ذہین و فطین طلباء جو محنت شاقہ کے ساتھ اپنی جماعتوں میں اعلیٰ پوزیشن لے کر کامیاب ہوتے ہیں لیکن مناسب مناصب پر تفویض کی باری آتی ہے تو امیر ترین نااہل افراد اس معاملہ میں بڑے ہی مقدم ہوتے ہیں وہ تمام شان دار مناصب کے بل بوتے پر سامنے آجاتے ہیں۔ کہ ان کے پاس کچھ دینے کو ہے۔

اس لحاظ سے اس معاشرے میں سب سے بڑے مجرم وہ ہیں جو اس کام کو غلط سمجھتے ہیں اور اس کی اصلاح کرنے پر بھی قادر ہیں لیکن کرتے نہیں۔

آج کل تو معاشرہ کے اندر ایسے افراد اس کام کے لئے وقف ہیں کہ بیچارے ان پڑھ دیہاتیوں کو بظاہرہ نصرت و تائید کی خاطر عدالت، کچہریوں میں انہوں نے ایک طرف کرسی میز لگا رکھے ہیں۔ اس کے در پردہ ان غریبوں، بے کسوں، محنتی کسانوں کی دولت ہڑپ کر رہے ہیں اس لیے جھوٹی شہادتوں اور قسموں سے بھی گریز نہیں کرتے ان کا ہر لحہ کسی کی آمد میں اتنی شدت سے گزر رہا ہوتا ہے کہ کوئی آجائے فبہا (تو ٹھیک ہے) ورنہ ناجائز کسی شریف آدمی پر کوئی تہمت یا الزام لگا کر مقدمے کے ذریعے دولت ہڑپ کرنے کے درپے ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسانوں سے بچائے۔

انہی کی اس روش کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

"لاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل وتدلوا بها الى الحكام لتاكلوا فريقامن اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون"

(البقرہ:۱۸۸)

ترجمہ: تم اپنے مالوں کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ اور تم کسی کو حاکموں

کے پاس پکڑ کر نہ لے جاؤ کہ تم لوگوں میں سے کسی کا مال گناہ کے ساتھ کھاؤ حالانکہ تم جانتے ہو"

(۳) فلسفہ حرمت رشوت

رشوت کا گناہ ہونا بدیہی حقیقت ہے جس کی فطرت انسانی شاہد، عقل اس کی گواہ دنیا کا معروف اس پر حجت ہے۔ تمام مذاہب وادیان اس کی حرمت پر متفق ہیں۔

اس لیے تو فرمایا: "وانتم تعلمون" حکیم و مطلق حق سبحانہ وتعالیٰ کا عطا کردہ ضابطہ حیات جو انسانی فطرت کے موافق ہے وہ ایسا نور ہے جو ہر ظلمت کے پردے کو چاک کر دیتا ہے۔

جس سے بندہ فریب کھا سکتا ہے دھوکے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ رشوت ایک ایسا وسیلہ ہے جس کی آڑ میں چھپ کر حملہ کیا جا سکتا ہے تو اسلام نے ہر ایسا وسیلہ اور سہارا جس کے ذریعے حق کے خلاف باطل کو غلبہ مل رہا ہو حرام ٹھہرایا اور اسے قبیح اور خبیث فعل شمار کیا ہے۔

(۴) حق کے حصول اور ظلم و ضرر کو دفع کرنے کے لئے رشوت دینے کا جواز۔

(ا) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اجعل مالک دون نفسک و نفسک دون دینک"

"اپنے مال کو اپنی جان سے کم مرتبہ سمجھو، اور اپنی جان کو (۴) اپنے دین سے کم مرتبہ خیال کرو"

استدلال کی وجہ سے اس کا طریقہ کار۔

جب انسان کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو حضور اکرم ﷺ نے ظلم و ضرر کے دفیعہ

کے لئے مال کو ڈھال اور بچاؤ کا سامان بنانے کی اجازت دی ہے اور اس قسم کے معاملہ میں رشوت دینا ایک قسم کی حفاظتی تدبیر ہے لہٰذا رشوت دینا درست ہے۔

(۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس وقت آپ ﷺ حبشہ میں تھے۔ آپ نے گلو خلاصی کے لیے بطور رشوت دو دینار دیئے۔ تب کہیں آپ ﷺ کو رہائی ملی۔

اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان الاثم علی ا لقابض دون الدافع" (۵)

"لینے والا گنہگار ہے، دینے والا نہیں"

استدلال کی وجہ اور طریق کار

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دی اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ ایسا کرنے سے اسکا گناہ ان پر نہ ہوگا اور صحابی کا فعل لائق سماعت ہے بشرطیکہ کسی صحیح حدیث سے اس کا ٹکراؤ نہ ہو اور یہ امر واقعہ ہے کہ ان کا یہ فعل کسی حدیث کے معارض نہیں ہے۔

(۳) عبدالرزاق نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ اور شبعیؒ سے نقل کیا ہے وہ دونوں کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی جان یا مال پر ظلم و زیادتی کے دفعیہ کے لیے رشوت دے۔ تو اس کے اندر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت عطا اور ابراہیم نخعی رحمہا اللہ سے بھی یہی منقول ہے۔

(۱) تہذیب اللغہ ص ۴۰۶ ج (۱۱)

(۲) حاشیہ ابن عابدین ص ۳۶۲ ج ۵، تعریب السیاسۃ الشرعیۃ فی حقوق الراعی و سعادۃ الرعیۃ ص ۵۰، المسئولیۃ الجنائیۃ فی الفقہ الاسلامی ص ۷۰

(۳) تصریب السیاسیۃ الشرعیۃ فی حقوق الراعی و سعادۃ الرعیہ ص ۵۰

(۴) تعریف السیاستہ الشرعیہ فی حقوق الراعی و سعادۃ الرعیہ للسید عبداللہ جمال الدین
(۵) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ص ۱۸۴ ج ۶، عون المعبود شرح سنن ابوداؤد، ص ۴۹۶ ج ۹، المدولیہ، الجنائیہ! فی الفقہ الاسلامی ص ۷۸

بقیہ: مولانا ابوالکلام آزاد

تحریروں میں شمار کیا جاتا ہے ورنہ اگر "اسلام آئندہ صدیوں میں" اور "غبار خاطر" یا "تذکرہ" کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ابوالکلام آزاد واقعی کلام کے باپ تھے۔

میں نے جس طرح ابتدا میں عرض کیا کہ ایسی شخصیت کے بارے میں زبان کھولنا یا قلم کو جنبش دینا آسان کام نہیں ہے کیونکہ اپنی کم مائیگی اور کم علمی آڑے آتی ہے اس کے باوجود اس اسلام کے عظیم فرزند کے بارے میں اپنے دلی جذبات اور اس کی خالصۃ لوجہ اللہ محبت کو قلم و قرطاس کی زبان میں قارئین کی نذر کرنا مناسب خیال کیا آخر میں بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم فرزند توحید کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ہم سب کو اس کا مشن جاری و ساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اٹھ گئے جہاں کی تقدیر بدلنے والے
اب زمیں روح کے بیمار لیے پھرتی ہے